دینی مدارس کے نصاب کے حوالے سے ایک تجزیاتی مطالعہ

*نسرین طاہر ملک

Abstract

Abstract the study of this article concerns with the evaluation of curriculum, used in present Pakistani Madrassas. The religious Madris in Pakistan follow a curriculum called Dars-e-Nizami and Madrassa Board (Wafaq-Ul-Madaris) slowly and gradually introduce some changes, recommendations and proposed reforms in the new curriculm drawn by the Wafaq.

Keywords: Madaris, Wafaq-Ul-Madaris, Dars-e-Nizami, Islamic Education curriculum.

ہر چیز کی بقاء اور ترقی کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ دین اسلام کی بقاء اور ترقی کا ذریعہ تعلیمی مدارس ہیں، جہاں طلباء کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پہچان کرائی جاتی ہے اسلامی تہذیب وتمدن، انسانوں کے دنیا میں آنے کا حقیقی مقصد، دنیاوی معاملات، معاشرت، اخلاقیات، تدبر وتفکر، معاشرے میں رہنے کی اسلوب و انداز، خیر سگالی کے جذبات، جانثاری ووفاداری، خدمت دین متین، خدمت خلق، دعوت الیٰ اللہ، علم وحکمت، مواعظ حسنہ کے گُر، اتحاد و یکجہتی، اللہ کیلئے محبت اور اللہ کیلئے عداوت، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، اپنوں سے پیار ومحبت اور دشمن سے دشمنی وعداوت، رب کیلئے جینا اور رب کیلئے مرنا، یہی وجہ ہے کہ رنگ ونسل قوم و قبیلے کے اختلافات کے باوجود پرامن ماحول ہے. یہاں ہڑتال نہیں مظاہرے نہیں ہیں یہاں استاد کی پٹائی کا تصور محال ہے سب کے سب دوزانوں پلکیں بچھائے آنکھیں جھکائے باوضو باادب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین دلی تڑپ ذہنی لگن فکری لگاؤ کے ساتھ سیکھ رہے ہیں. یہاں کوئی انجینئر بننے نہیں آیا، کوئی ڈاکٹر بننے نہیں آیا کوئی گاڑی کا میکینک بننے نہیں آیا، بلکہ سب کے سب یکسوئی کے ساتھ، دین کی اعلیٰ تعلیم ''قرآن وسنت'' پڑھنے اور سیکھنے آئے ہیں۔

نصاب:

نصاب تعلیم کے حوالہ سے ایک طبقہ کو یہ شبہ ہے. کہ موجودہ نصاب نے قرآن کریم اور اس کی تفسیر کو بہت کم حصہ دیا ہے. لیکن یہ خیال بھی سراسر غلط فہمی کا نتیجہ ہے کیونکہ آٹھ سالہ نصاب میں دوسرے سال سے پانچویں سال

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

تک ایک بار پورے قرآن کا ترجمہ اور تفسیر درساً مکمل کر لی جاتی ہے. چنانچہ دوسرے سال پارۂ عم، تیسرے سال آخری حصہ کے دس پارے، چوتھے سال درمیانی حصہ کے دس پارے اور پانچویں سال ابتدائی دس پارے درساً ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ پڑھائے جاتے ہیں۔ پھر چھٹے سال مشہور تفسیر "جلالین" پوری پڑھائی جاتی ہے. اس طرح اس سال ایک بار پھر پورے قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر نظر سے گزر جاتی ہے، ساتویں سال تفسیر بیضاوی اور اصول تفسیر کی ایک کتاب داخل نصاب ہے، یوں موجودہ نصاب ایک طالب علم کو ایک بار نہیں دو بار قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کے مرحلے سے گزار دیتا ہے لہذا یہ کہنا کہ موجودہ نصاب نے قرآن کو وقت کم دیا ہے. ایک ایسا شبہ ہے جس کا حقیقت سے دُور کا بھی تعلق نہیں. رہی یہ شکایت کہ دینی مدارس صالح اور بلند قابل تقلید کردار کے حامل افراد پیدا نہیں کر رہے، یہ ایک حد تک درست ہے کہ دینی مدارس سے ماضی کی بہ نسبت رجال کار کم نکل رہے ہیں. اس کی اپنی وجوہات ہیں، نصاب تعلیم کی کمزوری اس کا سبب نہیں یہی نصاب بلکہ اس سے بھی قدیم نصاب پڑھ کر ان مدارس سے بڑی بڑی شخصیات پیدا ہوئیں جو نہ صرف برصغیر کی اسلامی تاریخ بلکہ پورے عالم اسلام کی تاریخ میں ایک نام اور ایک مقام کی حامل ہیں، جن تقریروں کی گونج اب تک باقی ہے، جن کی عربی فارسی اور اردو کی تحریروں نے اسلامی کتب خانہ کو بلند پایہ تصانیف سے مالا مال کیا، جنہوں نے ملک کی زبان وادب کی طرف توجہ دی تو اپنی انفرادیت منوائی، تاریخ وتحقیق کے میدان میں گئے تو اپنے امتیاز کے جھنڈے گاڑ دیئے. سیاست کا رخ کیا تو اپنی برتری ثابت کی، لیکن عموماً یہ اسی وقت ہوا جب ذہین، علمی اور بڑے خاندانوں کے افراد نے یہاں کا رخ کیا آج بھی کوئی جوہر قابل نکل آئے تو اس کی تابانی یہاں ماند نہیں پڑتی، چمکتی ہے، فنا نہیں ہوتی، بڑھتی ہے دینی مدارس کا نصاب تعلیم آج بھی علمی استعداد اور دین داری پیدا کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے لیکن خاندانی بلند فکری، جدت فکر، جرأت و ہمت، خود اعتمادی وخود شناسی ایک فطری اور خداداد چیز ہے، تاہم آج بھی معاشرہ میں اسلامی اخلاق سے متصف افراد کا جو پرتو نظر آتا ہے اور بلند اقدار کی جو جھلک دکھائی جاتی ہے وہ ان ہی افراد کے دم سے ہی جو ان اداروں سے وابستہ یا یہاں سے نکلے ہیں۔

آپ دینی مدارس کا نصاب اٹھا کر دیکھیئے، اس کے ابتدائی تین سالوں میں انگریزی سمیت مڈل کے تمام مضامین داخل نصاب ہیں، اردو، انگلش، سائنس، جغرافیہ، ریاضی، معاشرتی علوم کے تمام مضامین کی کتابیں شامل ہیں، عصری اسکولوں کے مقابلے میں ان مضامین کی تعلیم یہاں زیادہ محنت وتوجہ اور دلجمعی کے ساتھ دی جاتی ہے اس کا اندازہ آپ یوں لگا سکتے ہیں کہ دینی مدارس کا یہ تین سالہ نصاب پڑھنے والا مستعد

طالب علم بڑی آسانی سے میٹرک کا امتحان دے کر اچھے نمبرات سے کامیابی حاصل کر لیتا ہے اس طرح کی صلاحیت عصری اسکولوں کی فضا میں ایک بچہ سات آٹھ سال میں حاصل کرتا ہے. یہاں وہ مطلوبہ استعداد تین سال میں حاصل کر لی جاتی ہے یہ یہاں کے تعلیمی نظام کی شب وروز محنت کا ثمرہ ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ کی ایک بڑی تعداد اس طرح عصری تعلیم کا امتحان دے رہی ہے اور اس رجحان میں یہاں کافی اضافہ ہو رہا ہے، اسی لیئے یہ کہنا کہ دینی مدارس کے نصاب تعلیم نے عصری علوم کو شامل نہیں کیا ہے. غلط بیانی، پروپیگنڈے اور حقیقت کو نظر انداز کر دینے والی بات ہے۔

اس ابتدائی تین سالہ نصاب کے علاوہ آگے آٹھ سالہ نصاب، اسلامی عربی علوم کیلئے ترتیب شدہ ہے، اس نصاب میں بھی علماء اور دینی مدارس کے ارباب وقتاً فوقتاً ترامیم اور تبدیلیاں کرتے رہے ہیں. آج سے ساٹھ سال قبل داخل نصاب درس نظامی کا نقشہ موجود نصاب سے ملا کر دیکھئے، تب تعلیمی نصاب میں تبدیلیوں کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔

موجودہ درس نظامی:

دینی مدارس کے نصاب تعلیم کی اساس "درس نظامی" ہے اور اس نصاب میں آج تک فنون کی بنیادی کتابیں وہی ہیں جو قدیم درس نظامی میں تھیں البتہ حالات اور عصری تقاضوں کے پیش نظر ترمیم واضافہ کا عمل نصاب میں جاری رہا. قدیم نصاب میں داخل بعض علوم نیز معقولات کی بہت سی کتابیں خارج کر دی گئیں. قدیم نصاب میں عام طور پر بیس علوم کی تقریباً سوا سو کتابیں پڑھائی جاتی تھیں. مروجہ نصاب کے آٹھ سالہ کورس میں نحو، صرف، معانی و بلاغت، ادب وانشاء، منطق، فلسفہ، ہیئت، کلام، مناظرہ، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، حدیث اور اصول حدیث.........ان پندرہ علوم کی تقریباً ساٹھ کتابیں اکثر مدارس میں داخل درس ہیں۔ اس آٹھ سالہ نصاب سے پہلے طالب علم کو ایک ابتدائی تعلیمی مرحلہ بھی عبور کرنا پڑتا ہے. جسے درجہ اعدادیہ کہتے ہیں. یہ مرحلہ بعض مدارس میں تین سال کے عرصہ پر مشتمل ہے، اس مرحلہ میں اسکول کی چھٹی جماعت سے آٹھویں تک کے تمام مضامین اردو، انگریزی، ریاضی، سائنس وغیرہ سمیت عربی اور فارسی کی ابتدائی گرامر کی کتابیں بھی پڑھائی جاتی ہیں. یہ مرحلہ درحقیقت درس نظامی کی تعلیم کے لئے ناگزیر تحریری اور تقریری صلاحیت کی بنیاد قائم کرنے کا ضامن ہے البتہ میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم کیلئے اس مرحلہ کی تعلیم شرط نہیں۔

درس نظامی کی خصوصیات:

درس نظامی کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ یہ کسی فن میں سرسری معلومات کی بجائے مستحکم ملکہ اور ٹھوس علمی ذوق پیدا کرتا ہے. محنت سے پڑھنے والا اس نصاب کا کوئی بھی فاضل پختہ علمی استعداد کا مالک ہوتا ہے. یہ بات ملحوظ رہنی چاہیئے کہ ہر نصاب تعلیم کی طرح درس نظامی سے بھی مقصود یہ نہیں کہ اس میں پڑھائی جانے والی کتابیں متعلقہ علوم کی تمام اور آخری معلومات سے آدمی کو اس طرح روشناس کرا دیتی ہیں کہ پھر ان علوم میں مزید کسی مطالعہ کی ضرورت باقی نہ رہے اس نصاب میں کسی بھی فن کی کتاب کو اس معیار کی بنیاد پر جگہ دی گئی کہ اس کے پڑھنے سے متعلقہ فن میں مستحکم صلاحیت اور فنی ذوق پیدا ہو، اس معیار کی بنیاد پر فنون میں عام طور سے مختصر اور مغلق عبارتوں کی حامل ایسی کتابیں رکھی گئیں ہیں کہ پڑھنے والا جب تک اپنی فکر و توجہ کے تمام زاویے ان کی طرف نہ موڑ لے ان کتابوں سے استفادہ ممکن نہیں، اس طرح طالب علم میں مشکل عبارات حل کرنے، دقیق مسائل سمجھنے اور کنایات سے نتائج اخذ کرنے کا ایک خاص ملکہ پیدا ہو جاتا ہے. جو انسان کے اندر اتنی استعداد پیدا کر دیتا ہے. کہ وہ آگے استاذ کی مدد کے بغیر ذاتی مطالعہ سے متعلقہ علوم کی مطولات سمجھ سکے۔

عصر حاضر کی ضرورت کے پیش نظر دینی مدارس کے علماء کی ایک نئی قابل قدر کاوش

اس باب میں ہم آپ کو بتائیں گے کہ زمانے اور ماحول میں جدت آنے کے بعد علماء بھی لوگوں کی ضروریات اور ان کی نفسیات کے مطابق دین کی ترویج اور تعلیم و تعلم میں اپنے نظام کی تنظیم نو خود ہی کرتے آرہے ہیں۔

اقراء نظام تعلیم:

آج سے تقریباً 30 سال قبل یہ محسوس کیا گیا کہ معاشرے کے مقتدر اور کھاتے پیتے گھرانے کے لوگ اپنے بچوں کو دینی تعلیم (خصوصاً حفظ قرآن) پڑھانا چاہتے ہیں لیکن دینی مدارس کی چٹائیوں پر غریب طلباء کے ساتھ اپنے بچوں کو بٹھانے پر راضی نہیں ہیں بلکہ وہ نفسیاتی طور پر الگ ماحول چاہتے ہیں. دوسری طرف انگلش میڈیم کے نام سے (پرائیویٹ) اسکولز کھلنے لگے لوگوں کا رجحان ان اسکولز کیطرف کچھ زیادہ ہی بڑھنے لگا. اس ساری صورت حال کے پیش نظر کراچی میں رہائش پذیر عالم اسلام کی عظیم مذہبی و علمی شخصیت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مفتی جمیل خانؒ اور دیگران کے رفقاء علماء نے دینی مدارس کی نئی صورت (اقراء ایجوکیشن) کے نام سے متعارف کرائی ہے.

اقراء وضۃ اطفال:

مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مفتی جمیل خانؒ اور دیگران کے رفقاء و علماء کرام نے دن رات بیٹھ کر ایک نصاب مرتب کیا اور اس نصاب کو ایک الگ سکول سسٹم میں ڈھالا جہاں امراء اپنے بچوں کو بھیجنے پر بھی راضی ہوں تاکہ ان کے بچے بھی قرآن کی تعلیم حاصل کر سکیں اس سکول سسٹم کا ''اقراء وضۃ الاطفال'' کے نام سے کراچی میں اس نظام تعلیم کا آغاز کیا ہے.

اقراء کا نظم و نسق اور نظام تعلیم:

''اقراء وضۃ الاطفال'' کے بچوں کیلئے بادامی کلر کے شلوار قمیض سفید جالی کی ٹوپی، بلیک شوز، سفید جراب، جبکہ بچیوں کیلئے بادامی کلر کی شلوار قمیض اور سکارف بلیک شوز اور سفید جراب مقرر فرمائیں. ایڈمیشن فیس مبلغ دو ہزار روپے جبکہ ماہانہ فیس چار سو روپے متعین کی گئی تاکہ اس دور کے ہر فرد کی راسائی اس سکول تک ہو اور وہ اپنے بچوں کو یہاں آسانی سے بھیج سکے۔ اس کے علاوہ امتحانات کا الگ شعبہ قائم کیا۔

نصاب:

نصاب میٹرک معہ حفظ القرآن مقرر کیا اور میٹرک کا نصاب بھی انگلش میڈیم اسکولز کی طرز کا مقرر کیا. یہ ایک نیا تجربہ تھا جو چند دن کے اندر کامیابی کی چوٹیوں کو چھونے لگا دیکھتے ہی دیکھتے اقراء وضۃ اطفال کی کئی نئی برانچز کھل گئیں. پھر یہ نظام اتنا مقبول ہوا کہ نام کی تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ باقی علماء بھی شریک سفر ہوتے گئے.

اقراء ریاض الاطفال:

اسی نظام تعلیم کو بعض علماء نے اقرار ریاض الاطفال کے نام سے آگے بڑھایا۔

اقراء آفتاب القرآن للاطفال:

کراچی کے علامہ شفقت الرحمٰن نے اقراء آفتاب القرآن کے نام سے اس نظام کو چار چاند لگا دئے ہیں. غرض اقراء قمر للاطفال، اقراء جنۃ الاطفال، اقراء حدیقۃ الاطفال کے نام سے یہ نظام دن دگنی رات چگنی ترقی کرتے کرتے تقریباً پورے ملک میں مقبول ہو گیا، کراچی کے بعد لاہور، فیصل آباد، کوئٹہ، سیالکوٹ، حیدرآباد، ملتان، بہاولپور میں اس کی بڑی بڑی شاخیں کام کر رہی ہیں. یقیناً یہ دینی مدارس کی تنظیم نو تھی اور وقت کی ضرورت تھی الحمدللہ علماء ہماری سوچ سے کہیں آگے جا رہے ہیں عصر حاضر کے چیلنجوں کا مقابلہ بڑی پامردی اور جرأت کے ساتھ کر رہے ہیں۔

اقراء صفۃ الاطفال:

اقراء نظام تعلیم مزید ترقی کی راہ پر ایک قدم اور آگے بڑھا ہے، صفہ سوئیر سکول کراچی (SSS) اور اقراء صفۃ الاطفال ملتان نے حفظ القرآن کے ساتھ آکسفورڈ یونیورسٹی کا پرنٹ شدہ اور مقرر کردہ نصاب میٹرک پڑھا رہے ہیں۔ مکمل کارپیڈ کلاس رومز، مکمل AC کلاسز اعلیٰ معیار تعلیم، مثالی تربیت، ایڈمیشن فیس چار ہزار روپے اور ماہانہ فیس ایک ہزار روپے ہے. ان کا معیار لا ثانی پبلک، ورسٹی سکول اور نشاط پبلک سے کم نہیں ہے۔

۲۰۰۳ء میں ملتان آرٹس کونسل میں ملتان ڈویژن کے تمام سکولز کے مابین منعقدہ تقریری مقابلے میں اقرار صفۃ الاطفال کے ارسلان انصاری نے بچوں میں پہلی پوزیشن جبکہ اقراء صفۃ الاطفال کی فارحہ خالد نے بچیوں میں فرسٹ پوزیشن حاصل کر کے پورے ملتان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے. یہ وہ حقائق ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا. یہ دینی مدارس کی تنظیم نو نہیں تو اور کیا ہے۔ اقراء نظام تعلیم کا تعارف پھر اس کی ملک بھر میں مقبولیت علماء کے اخلاص اور دور اندیشی کا بے مثال ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ دینی مدارس میں امدادی علوم اور جدید پیمانے پر استاذہ اور طلباء کی تربیت نہیں کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید طریقہ تعلیم اور نئے آمدہ مسائل کے حل کے لیے تحقیقی مجالس اور مدارس کا فقدان ہے۔ جبکہ فلسفہ اور منطق کے علوم ایک زمانہ میں مفید اور ضروری تھے جبکہ اب ان علوم کی جگہ جدید سائنسی علوم نے لے لی ہے۔ اگر ان کی جگہ ان سے استفادہ کیا جائے تو بہتر نتائج نکل سکتے ہیں۔

دینی مدارس کیلئے نصاب کے حوالے سے اہم تجاویز

الحمدللہ دینی مدارس اپنے وسائل اور حالات کے مطابق احسن طریقے سے اپنا نظم ونسق اور نظام تعلیم چلا رہے ہیں. پھر بھی بہتر سے بہترین کی طرف مزید ترقی، کامیابی کے حصول کیلئے تجاویز اور مشوروں کی ضرورت پیدا ہوتی رہتی ہے. اسی نقطہ نظر سے ذیل میں ہم چند تجاویز پیش کریں گے. ان پر عمل سے انشاءاللہ دینی مدارس میں مزید نکھار آئے گا۔

۱۔ اچھے معلم قرآن کی ضرورت:

قریہ قریہ، بستی بستی، گاؤں گاؤں مساجد موجود ہیں وہاں معلم قرآن کام کر رہے ہیں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ معلم قرآن اچھے اور مستند قاری ہوں، تجربہ کار ہوں، شفیق ہوں، محنتی ہوں، دور اُفتادہ دیہات میں اچھے معلمین کی اشد ضرورت ہے. تاکہ بچے اور بچیاں صحیح مخرج اور تلفظ کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم پا سکیں۔ اور نمازی

حضرات کو بھی ایک اچھا امام میسر آ سکے۔اس لئے ضلعی سطح پر کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جن کے پاس مساجد کی لسٹ ہو۔اہل علاقہ استاد کیلئے ان سے رابطہ کر سکیں۔

۲۔چھوٹے مدارس سے تعاون:

بڑے شہروں کے بڑے جامعات میں اہل خیر حضرات عطیات دل کھول کر دیتے ہیں.کیونکہ وہاں دین کا کام اعلیٰ سطح پر ہوتا نظر آ رہا ہوتا ہے اس کے برعکس چھوٹے شہروں اور قصبوں کے دینی مدارس کا کام محدود پیمانے تک ہوتا ہے۔جس کی وجہ سے مخیّر حضرات کی توجہ کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ مدارس مالی بحران کا شکار رہتے ہیں جبکہ ان کا وجود قریہ قریہ گاؤں گاؤں ضروری ہے جہاں بجلی اور گیس جیسی سہولیات کا تصور نہیں وہاں پر مدارس کام کر رہے ہیں۔لہذا ضرورت ہے کہ ایسا نظم بنایا جائے کہ بڑے مدارس ان چھوٹے چھوٹے مدارس کا مالی تعاون کر دیا کریں.تا کہ یہ چراغ بھی جلتے رہیں۔۔

۳۔قاری کلاس:

ان تمام مدارس میں حفاظ کیلئے الگ قاری کلاس (روایت حفص) کا اہتمام کر کے قراء تیار کئے جائیں اور انکی صحیح تربیت بھی کی جائے تا کہ وہ شفقت کے ساتھ طلبہ کو باتجوید قرآن پاک پڑھا سکیں. اس عمل سے بھی قراء کی یہ کمی کسی حد تک پوری ہو سکے گی۔

۴۔سیرت طیبہ:

سیرت طیبہ پر بطور خاص توجہ دی جائے اور نصاب میں عمدہ کتابیں شامل کی جائیں،اس کا بھی مستقل ۱۰۰ نمبر کا پرچہ ہونا چاہئے۔

۵۔عربی زبان وادب

عربی زبان وادب کی ایسی کتابیں نصاب میں رکھی جائیں جن سے طلبہ تحریر وتقریر میں دقت محسوس نہ کریں.مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی ادب پر کتابیں اور سعودی عرب کے معهد اللغة العربیہ کی کتابیں (مکمل سیٹ) "اللغة العربية لغير الناطقين بها" وغیرہ اس سلسلے میں مفید ثابت ہوں گی۔

۶۔عربی گرامر:

عربی گرامر کے سلسلے میں عرب ملکوں میں جو قوائد کی چھوٹی بڑی کتابیں نصاب میں پڑھائی جاتی ہیں،ان

کتابوں سے بھی بہت فائدہ ہوگا.بعض مدارس میں علاقائی زبانوں میں تدریس ہوتی ہے،ان کی بجائے عربی زبان کی ں تدریس کی جائے اساتذہ کرام جب عربی میں پڑھائیں گے تو طلبہ کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

۷۔ تاریخِ اسلام:

تاریخ اسلام بھی نصاب کا حصہ ہونی چاہئے. یہ بھی ایک اہم مضمون ہے

۸۔ انگلش:

انگریزی زبان کی اہمیت بھی اپنی جگہ مسلم ہے اس پر بھی توجہ ضروری ہے.عربی سے اردو کی بجائے عربی انگریزی اور انگریزی سے عربی ترجمہ کرانے سے یہ مقصد بھی کافی حدتک پورا ہو جائے گا اور مارکیٹ میں ایسی کتابیں موجود بھی ہیں۔

۹۔اُردو:

اردو ہماری قومی زبان ہے اس کا مطالعہ ضروری بھی ہے.اور مفید بھی لہذا اسے بھی نصاب میں شامل کیا جائے.

۱۰۔ کمپیوٹر:

کمپیوٹر آج ہماری ضرورت بن گیا ہے. مستقل یا چھٹیوں کے دوران اس کا کورس کروادیا جائے. تا کہ ہمارے طلبہ کم ازکم کمپوزنگ با آسانی کرسکیں اور کمپیوٹر سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کرسکیں۔

۱۱۔عربی بول چال:

پرائیویٹ اسکولوں میں شروع سے انگریزی زبان کی تعلیم ڈائریکٹ میتھڈ سے دی جاتی ہے اور "میڈیم آف انسٹریکشن" انگریزی زبان ہوتی ہے اس سے بچے اور بچیاں ابتدائی کلاسوں کے دوران بھی انگریزی میں بے تکلف گفتگو کرتے ہیں.آپ عربی،انگریزی اور (پشتو بولنے والے علاقوں میں) اردو تین زبانوں کو وقفوں کے ساتھ ذریعہ تعلیم بناسکتے ہیں۔

۱۲۔مقالہ نویسی:

دورۂ حدیث کے طلبہ کیلئے انہی تینوں زبانوں میں سے کسی ایک میں مقالہ لکھوایا جائے اور یہ لازمی ہو تا کہ بچوں میں لکھنے پڑھنے اور تحقیق کا شوق بھی پیدا ہو۔

۱۳۔تحریری صلاحیت پیدا کرنے کی ضرورت:

تصنیف وتالیف اورتحریری صلاحیت کی اہمیت کا شعور پیدا اور بیدار کرنے کی ضرورت ہے دینی مدارس کے فضلاء تقریری صلاحیت تو کچھ نہ کچھ پیدا کر لیتے ہیں لیکن موثر تحریری صلاحیت سے اکثر فضلاء عاری ہوتے ہیں. اس کی وجہ دینی مدارس کی فضا میں تحریر کی عدم توجہ ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کے خلاف یا اسلام کے کسی نا قابل ترمیم حکم یں ترمیم وتبدیلی کی دعوت پر مشتمل کوئی تحریر مستشرقین یا مغرب زدہ تعلیم یافتہ طبقہ کی طرف سے سامنے آتی ہے. اس کا جواب اکثر وہ حلقے دیتے ہیں. جنہیں خود اسلامی علوم میں مستحکم ملکہ حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی انہوں نے با قاعدگی سے اسلامی علوم پڑھے ہوتے ہیں۔

تاہم مطالعہ اورتحریری صلاحیت کی بناء پر دفاعی پوزیشن میں ایسے ہی حلقے سامنے آتے ہیں. اور چونکہ انہوں نے دینی علوم کی تعلیم با قاعدگی کے ساتھ کسی استاد سے حاصل نہیں کی ہوتی اس لئے اسلامی تعلیمات کی بنیادی باتوں کی تشریح میں یہ خود بھی بسا اوقات ٹھوکریں کھا جاتے ہیں. عام لوگ اسلام کا پاسبان سمجھ کر ان کی تحریر کو ان غلطیوں اور گمراہیوں سمیت قبول کر لیتے ہیں. اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ میں تحریری صلاحیت پیدا کرنے کیلئے مؤثر اقدامات کئے جائیں، تقریباً تمام بڑے مدارس سے ماہنامے اور رسالے شائع ہوتے ہیں، ان رسالوں کے ذریعہ طلباء کی توجہ تحریر کی طرف مبذول کرائی جاسکتی ہے. ان رسالوں کی طرف سے طلبہ میں تحریری مقابلہ کرا کر طلبہ سے مضمون لکھوا کر شائع کرا کر۔حوصلہ افزائی کر کے مسلسل لکھنے کی تاکید سے کئی اہل قلم پیدا کئے جاسکتے ہیں. ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے. کہ ان رسالوں نے اس اہم پہلو کے حوالہ سے کوئی کردار ادا نہیں کیا. حوصلہ افزائی کی بجائے حوصلہ شکنی کی فضا میں صلاحتیں بار آور نہیں ہوسکتی ہیں. یہ ایک حقیقت ہے کہ با صلاحیت افراد کی اگر حوصلہ افزائی نہ ہو اور بڑے انہیں آگے نہ بڑھائیں تو ایسے افراد کی صلاحیتیں منجمد ہو جاتی ہیں، ہمت افزائی کی باد نسیم چلتی ہے تب صلاحیتوں کے غنچے چٹکنے لگتے ہیں، اہل قلم علماء پر نظر ڈالئے ان میں اکثر کو تحریری میدان میں اپنے شوق اور محنت کے ساتھ حوصلہ افزائی ہی نے بڑھایا. مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ وغیرہ اہل قلم علماء کی ابتداء میں کسی بڑے کی حوصلہ افزائی سہارا بنی تو یہ آگے بڑھے اور بڑھتے چلے گئے طوالت کا خوف دامن گیر ہے ورنہ ان حضرات کی سوانح سے اس پہلو کا تفصیلی ذکر کیا جاتا، مدارس کے برے اساتذہ، دینی رسائل کے مدیران اور منتظمین، شفقت، حوصلہ افزائی کے ساتھ اپنی نگرانی میں با صلاحیت طلبہ کو انشاء اورتحریر و مضمون نویسی کی مشق کرائیں اور انہیں آگے بڑھائیں تو بڑے قلیل عرصہ

میں نوجوان اہل قلم کی ایک اچھی کھیپ تیار ہوسکتی ہے۔لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب تحریر کی اہمیت کا احساس ہو، سینے میں شفقت ہواور دل میں باصلاحیت افراد کی ترقی کا جذبہ ہو۔

۱۴۔جدید معاشیات وسیاسیات:

نصاب سے متعلق ہماری آخری گذارش جدید معاشیات اور دنیا میں رائج مختلف نظام ہائے سیاست سے نظریاتی واقفیت کی بارے میں ہے.جدید معیشت تجارت سے مروجہ نصاب بالکل خاموش ہے.خرید وفروخت کے جو مسائل "مختصر القدوری" میں پڑھتے ہیں.سات سال بعد وہی مسائل، بیوع کی وہی صورتیں حدیث کی کتابوں میں پڑھائی جاتی ہیں.اور پڑھنے والے کوسرے سے علم ہی نہیں ہوتا کہ معیشت کی نئی منڈی میں خرید وفروخت کی ان سیدھی سادی صورتوں کا بہت کم گزر ہے. جدید تجارت ومعیشت نے نت نئے مسائل اور صورتیں پید کی ہیں.ان سے واقفیت اور شرعی نقطۂ نظر سے ان کا حکم معلوم ہونا ایک عالم دین کے لئے انتہائی ضروری اور اس کے منصب کی اہم ذمہ داری ہے،عربی میں جدید معاشیات پر کافی کام ہورہا ہے.اردو میں مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی کتاب "اسلام اور جدید تجارت ومعیشت" درس میں پڑھنے اور نصاب میں داخل کرنے کی کتاب ہے.اسی طرح دنیا میں رائج سیاسی نظاموں سے نظریاتی واقفیت بھی ضروری ہے.ایسی کتاب داخل نصاب ہونی چاہئے جس میں اسلام کے سیاسی نظام اور اس کے اصول ومبادی کے ساتھ ساتھ مروجہ مختلف نظام ہائے سیاست کے متعلق بھی معلومات جمع ہوں۔

دینی مدارس اگر چہ اپنے تئیں ضروریات کے مطابق اپنے آپ کوڈھالتے رہتے ہیں اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے ہیں تاہم مندرجہ ذیل تجاویز سے زیادہ استفادہ کیا جاسکے۔

۱۵۔نصاب کی تدوین:

جونصاب مدارس میں پڑھایا جاتا ہے اس میں قرآن وحدیث اوران کے سمجھنے کے لیے ضروری علوم کو تو بہرحال ویسے ہی رہنا چاہیے تاہم منطق اور فلسفہ کی جگہ جدید علوم سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۶۔اساتذہ کی تربیت:

مدارس کی طرح ایسے مراکز ہونے چاہیں جہاں اساتذہ کرام کو باقاعدہ تربیت دی جائے اور جدید طریقہ تعلیم کواپنایا جائے۔

۱۷۔تحقیقی مراکز:

مدارس کے اندر ایسے مراکز ہونے چاہیئں جہاں پر جدید مسائل پر تحقیق ہو اور ان کا حل عوام کے سامنے پیش کرنا چاہیئے آج کے دور میں ہر روز مسلمانوں کو نئے مسائل کا سامنا ہے ان کا حل بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں موجودہ حالات کے مطابق ہونا چاہیئے۔

دینی مدارس اسلامی علوم کے احیاء اور وراثت نبوی ﷺ کے امین ہیں۔مشکل سے مشکل دور میں ان مدارس نے اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ سرانجام دیا ہے اور ان مدارس کے فضلاء نے ہر دور میں اسلامی خدمات کو بخوبی سر انجام دیا ہے۔لیکن یہ بھی حقیقت ہے اور اسلام کا حکم بھی ہے کہ نئے تقاضوں اور نئے آمدہ مسائل سے احسن طریقے سے نمٹا جائے۔مشہور مفکر اسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں من لایعرف احوال الناس فھو جاھل کہ لوگوں کے حالات سے بے خبر عالم نہیں کہلوا سکتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ وقت کی ضرورت کے تحت ان مدارس کی تنظیم نو ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ بعض مدارس نے اس سلسلے میں بہت اچھے اقدامات کیے ہیں۔کئی مدارس نے BSc.BA لڑکوں کے لیے چار سالہ کورس ترتیب دیا ہے۔کچھ مدارس نے عربی اور انگریزی زبانوں کے مختصر کورس مقرر کیے ہوئے ہیں۔ جبکہ بعض نے کمپیوٹر اور دوسرے جدید اور عصری وسائنسی علوم کو بھی شامل کیا ہے۔ اب دوسرے ارباب مدارس ان میں دلچسپی لے رہے ہیں۔لیکن یہ تبدیلی خلوص نیت پر مبنی ہونی چاہئے۔اور مقصد خوب سے خوب تر کی تلاش ہو جس میں امت کی ترقی کے لیے کاوش اور اللہ کی رضا مدنظر ہو۔معاشرے کے اندر طبقاتی تقسیم ختم ہو اور مسلمانان پاکستان ایک ہی مقصد کے لیے یعنی اسلام کی ترقی وترویج کے لیے تن، من، دھن قربان کر دیں۔

ہماری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ دینی مدارس میں حالات کے پیشِ نظر اپنے نظامِ زندگی میں اپنی تنظیمِ نو خود کی ہے۔آج ان کی تعداد میں اضافہ، عالیشان عمارات، طلبہ کیلئے زندگی کی تمام سہولیات باہم پہچانا ان کے مقبول عام ہونے کی دلیل ہے۔ستر لاکھ طلبہ کی تعلیم اور زندگی کی دوسری ضروریات کی بغیر فیس کے کفالت ان کا شاندار کارنامہ ہے جس کی مثال وہ خود آپ ہیں۔ان کا کوئی ثانی نہیں جس طرح آئی سپیشلسٹ صرف آنکھوں کا علاج کرتا ہے اور ناک کی بیماری کا علاج نہیں کرتا کوئی بھی ذی عقل اسے ان پڑھ یا جاہل نہیں کہتا بالکل اسی طرح دینی مدارس سکول کی بنیادی تعلیم کے ساتھ دین کی اعلیٰ تعلیم دیتے ہیں۔ان کے پاس طلبہ کو ڈاکٹر یا انجینئر بنانے کے وسائل نہیں ہیں، تو انہیں رجعت پسند کیوں کہا جاتا ہے، اور ان کی تنظیمِ نو کے بارے میں کیوں پریشانی لاحق ہوگئی ہے۔

حوالہ جات

1 پاکستان میں دینی مدارس کے نصاب کا جائزہ، پروفیسر حافظ نذر احمد، لاہور

2 دینی مدارس، ماضی، حال، مستقبل، ابن الحسن عباسی، کراچی

3 دینی مدارس کیلئے اہم تجاویز، برگیڈیر ریٹائرڈ فیوض الرحمان

4 دینی مدارس کے لئے چند ناگزیر تقاضے، مولانا زاہدالراشدی، گوجرانوالہ

5 دینی مدارس کا نصاب، عمر فاروق کشمیری

6 نوائے وقت کے کالم نگار، عرفان صدیقی، عبدلقادر حسن

7 دینی مدارس، قدرت اللہ شہاب

8 دینی درسگاہیں، صحافی محمد طاہر

9 دینی ادارے، علامہ اقبال

10 مدیر عبداللطیف مہتمم، ماہنامہ وفاق المدارس العربیہ

11 ماہنامہ ضیائے حرم، ج ۱۔۳، ص ۳، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

12 ماہنامہ منہاج القرآن، ج ۹، اس ۱۱، پبلی کیشنز جامع منہاج القرآن، لاہور

13 مجیداللہ قاری، ماہنامہ معارف القرآن دسمبر، فروری، مارچ ۲۰۰۴ء

14 وزارت مذہبی امور، دینی مدارس پاکستان کی جامع رپورٹ، وزارت تعلیم اسلامک ایجوکیشن ریسرچ سیل اسلام آباد

15 محمد تقی عثمانی، ہمارا تعلیمی نظام، مکتبہ دارالعلوم کراچی، نمبر ۱۴

16 معین الدین احمد ندوی شاہ، تاریخ اسلام، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد

17 محمد ادریس لودھی پروفیسر، اسلامی حکمت حیات، شعبہ علوم اسلامی، بہاولپور

18 اختر جعفری، فہم التعلیم، کالج آف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ ماڈل ٹاؤن، لاہور

19 احمد شبلی ڈاکٹر، تاریخ و تربیت اسلامیہ ادارہ ثقافت اردو بازار، لاہور

20 احمد شبلی ڈاکٹر، مسلمانوں کا نظام تعلیم، اسلامیہ ادارہ ثقافت اردو بازار، لاہور

21 امداداللہ نور، فضائیل حفظ القرآن، دارالمعارف عنایت پور تحصیل پیروالا، ملتان

22 حقانی میاں قاری ڈاکٹر حافظ، دینی مدارس نصاب و نظام تعلیم و عصری تقاضے، فضل سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، کراچی

23 سلیم منصور خالد، دینی مدارس میں تعلیم، کیفیت مسائل امکانات اسلام آباد، اسلام آباد انسٹیٹیوٹ آف پالیسی

سینٹر عالمی ادارہ اسلامی، ۲۰۰۴ء

24 سید سلیمان حسین ندوی، ہمارا نصاب تعلیم کیسا ہو، مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد کراچی، ۲۰۰۴ء

25 طاہر القادری، پروفیسر ڈاکٹر، اسلام اسلام اور جدید سائنس، ادارہ منہاج القرآن ماڈل ٹاؤن لاہور، ۲۰۰۴ء

26 عبدالرحیم قاسم، تاریخ قدیم مدارس عربیہ، عارف کمپنی قاسمیہ، ملتان

27 غلام مرتضیٰ ڈاکٹر ملک، قرآن آسان، انسٹیٹیوٹ پرنٹ سسٹم آئی اینڈ ٹی سنٹر، اسلام آباد

28 محمد ابراہیم، پروفیسر ڈاکٹر، اسلامی نظام تعلیم، اسلام آباد پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن

29 مسلم سجاد سلیم منصور خالد، دینی مدارس کا نظام تعلیم، اسلام آباد انسٹیٹیوٹ آف پاک سٹیڈیز بلاک نمبر ۱۹ مرکز ایف ۷، اسلام آباد

30 مسلم سجاد سلیم منصور خالد، پاکستان میں جامعات کا کردار، شوکت پرنٹنگ پریس، لاہور

31 محمد میاں صاحب، طبقہ تعلیم، لاہور جمیعۃ کمپوزنگ سنٹر، لاہور

32 محمد سلیمان، تعارف مدارس دینیہ، راولپنڈی مکتبہ عثمانیہ، متصل ایچ ایم سی ٹیکسلا